نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت

شجاعت کی جڑ توحید خالص پر ایمان اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل توکل اور بھروسہ ہے۔خدا تعالیٰ کے نبی اور مامور جو ساری دنیا کو پیغام پہنچانے اور زمانے کے دھارے کا رخ بدلنے اور دنیا میں ایک انقلاب برپا کرنے کے لئے آتے ہیں۔انہیں ایک خداداد ہمت ،مردانگی اور شجاعت عطا کی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’وہ لوگ جو اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے‘‘(سورۃ الاحزاب:40)

نبی کریم ﷺ بھی کامل موحّد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر بہادر تھے۔رسول کریمؐ نے اپنی خداداد شجاعت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا’’مجھے سخاوت اور شجاعت کے اخلاق میں لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے۔حضرت انسؓ بیان کرتے تھے کہ نبی کریمؐ سب لوگوں سے بڑھ کر شجاع اور بہادر تھے۔(ھیثمی)[1]

مکہ میں تیرہ سالہ مظالم کا اذیت ناک دور نبی کریمؐ نے جس شجاعت اور مردانگی سے گزارا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

ہر چند کہ اہل مکہ سے آپ کی جان کو خطرہ لاحق ہوتا تھا مگر آپ ان کے

درمیان چلتے پھرتے، صحن کعبہ میں جاتے، اعلانیہ عبادت کرتے اور قرآن کی تلاوت کرتے۔ دشمن نے بارہا آپ کے قتل کے منصوبے بنائے مگر ناکام ہوئے۔ ایک دن ابوجہل نے کہا کہ اب اگر میں نے محمدؐ کو صحن کعبہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آ کر اس کی گردن ماردونگا۔ نبی کریمؐ نے کمال بہادری سے فرمایا اگر وہ ایسا کرے گا تو فرشتے اسی وقت اس پر گرفت کریں گے۔ (بخاری) 2

قریش کے پہلوان سے کشتی کا مقابلہ

رکانہ بن عبد یزید خاندان قریش کا ایک بہادر سورما تھا۔ یہ رسول اللہؐ کی مخالفت میں پیش پیش تھا۔ ایک دن مکہ کی گھاٹیوں میں رسول اللہؐ کی اس سے ملاقات ہوگئی۔ آپؐ نے اسے اسلام کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ ''کیا تم اللہ سے نہیں ڈرو گے اور جس پیغام کی طرف میں بلاتا ہوں اسے قبول نہیں کرو گے۔'' وہ کہنے لگا ''اگر مجھے یقین ہو جائے کہ آپ کا دعویٰ برحق ہے تو ضرور آپ کی پیروی کروں گا۔'' رسول اللہؐ نے فرمایا ''اگر میں کُشتی میں تمہیں پچھاڑ دوں تو تمہیں یقین ہو جائے گا کہ میرا دعویٰ برحق ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا پھر آؤ کشتی کرلو۔ رکانہ آپ سے کشتی کرنے لگا رسول اللہؐ نے اسے پکڑ کر گرادیا اور وہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ اس نے خیال کیا کہ اتفاق سے ایسا ہوا ہے۔ چنانچہ دوسری کُشتی کی دعوت دی رسول اللہؐ نے اسے دوبارہ بھی گرادیا۔ اسے اپنی پہلوانی پر بہت گھمنڈ تھا، کہنے لگا مجھے تعجب ہے کہ آپؐ نے مجھے گرالیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس

سے بھی عجیب تر نشان میں تجھے دکھا سکتا ہوں۔ بشرطیکہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری پیروی کرو۔

رکانہ اپنی قوم میں جا کر کہنے لگا کہ اے عبد مناف! تم محمدؐ کے ذریعہ سب دنیا پر جادو کر سکتے ہو۔ میں نے اس سے بڑا جادوگر نہیں دیکھا۔ پھر اس نے سارا قصہ سنایا اور یوں یہ واقعہ رکانہ کے قبول اسلام کا موجب بن گیا۔ (بخاری) 3

قیام مکہ کے زمانہ میں شعب ابی طالب میں اسیری کے ایام بھی رسول کریمؐ نے کمال شجاعت سے گزارے۔ اس زمانہ میں آپؐ کی زندگی کو قدم قدم پر خطرات درپیش تھے یہاں تک کہ ابو طالب ہر رات آپؐ کے سونے کی جگہ بدل دیا کرتے تھے۔

طائف کے تبلیغی سفر میں جب تن تنہا رسول کریمؐ نے طائف کے سرداروں اور سرکشوں کو نڈر اور بے خوف ہو کر پیغام توحید پہنچایا اور اہل طائف کی سنگ باری سے لہولہان ہو گئے یہاں تک کہ مشہور عیسائی مستشرق سر ولیم میور کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ ”محمد کے طائف کے سفر میں ایک عجیب شجاعانہ رنگ پایا جاتا ہے۔

پھر سفر ہجرت میں بھی رسول اللہؐ کی غیر معمولی شجاعت ظاہر ہوئی۔ غار ثور میں پناہ کے دوران دشمن سر کے اوپر ہے۔ مگر خدا کا موحد نبی کمال ثابت قدمی سے اپنے ساتھی ابو بکرؓ کو بھی تسلی اور دلاسے دے رہا ہے کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ دوران سفر سراقہ تعاقب کرتے ہوئے پاس پہنچ جاتا ہے اور آپ کو

پرواہ نہیں۔ وہی سراقہ اپنے گھوڑے کے دھنس جانے کے بعد واپس جاتے ہوئے آپ کا امان نامہ لیکر واپس لوٹتا ہے۔ ہجرت مدینہ کے بعد بھی جب دشمن نے پیچھا نہ چھوڑا اور مسلمانوں کو اپنے دفاع کے لئے تلوار اٹھانی پڑی تو رسول اللہؐ شمشیر برھنہ کی طرح ہر مہم خود سر کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار و آمادہ زندگی میں کبھی موت کا خوف نہ ہوا۔

آپؐ فرماتے تھے کہ اگر امت پر گراں نہ ہوتا تو ہر مہم پر بھجوائے جانے والے دستہ میں میں خود شریک ہوتا اور میری تو دلی تمنا یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں۔ (بخاری)[4]

ایک رات مدینہ کے نواح میں اچانک کچھ شور بلند ہوا۔ شمال اور مغرب کی سمت سے مدینہ پر دشمن کے اچانک حملے کے خطرے تو رہتے ہی تھے۔ لوگ اکٹھے ہوکر، جتھا بنا کر آواز کی سمت جانے لگے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار چلا آتا ہے۔ گردن میں تلوار لٹک رہی ہے۔ لوگ حیران تھے کہ کون بہادر شہسوار رات کی تاریکی میں اتنی تیزی میں تنہا چلا آتا ہے۔ قریب جا کر معلوم ہوا کہ رسول اللہؐ ہیں۔

شور سنتے ہی آپؐ نے ابوطلحہؓ کا گھوڑا لے کر صورتحال کا جائزہ لینے نکل کھڑے ہوئے تھے اور جلدی میں گھوڑے پر زین ڈالنے کا وقت بھی ضائع کرنا مناسب نہیں جانا بلکہ گھوڑے کی ننگی پشت پر ہی سوار ہوکر مدینہ کے باہر چکر لگا کر

آ گئے اور معلوم کر لیا کہ کوئی خطرہ درپیش نہیں (معلوم ہوتا ہے کوئی قافلہ گزر رہا ہے جس کا شور تھا) آپؐ لوگوں کو تسلی دیتے ہوئے فرما رہے تھے۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر ابوطلحہؓ کے گھوڑے کے بارے میں فرمانے لگے کہ میں نے تو آج اس گھوڑے کو سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارنے والا پایا ہے۔ (بخاری) 5

غزوۂ احد کے بعد ابوسفیان جب جانب مکہ روانہ ہوا تو راستہ میں اُسے کچھ لوگ ملے اور پوچھا کہ مسلمانوں کے کتنے قیدی بنائے کیا مال غنیمت ہاتھ آیا تو ابوسفیان نے دوبارہ مدینہ پر حملہ کا ارادہ کیا۔

حضورؐ نے ابوسفیان کا تعاقب کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا، ستّر مسلمان شہید ہو چکے تھے، ان کے عزیز رشتہ دار گہرے دلی صدمہ سے دوچار تھے، باقی مسلمان اکثر زخمی تھے۔ یہ موقع بظاہر جیتے ہوئے لشکر کے اوپر حملے کا ارادہ اور غنیم کا تعاقب ایک بھاری امتحان تھا۔ چنانچہ حضور کی پہلی تحریک پر لوگ متذبذب تھے۔ تب حضورؐ نے واشگاف اور دوٹوک الفاظ میں اپنے عزم کا یوں اظہار فرمایا کہ اگر دشمن کے تعاقب کے لئے میرے ساتھ ایک شخص بھی نہ آیا تو میں تن تنہا لشکر ابوسفیان کے تعاقب میں جاؤں گا اور ضرور جاؤں گا۔

یہ عزم اور شجاعت دیکھ کر تمام زخمی صحابہ بھی والہانہ لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھے ان میں ابوبکرؓ بھی تھے اور زبیرؓ بھی عمرؓ اور عثمانؓ بھی علیؓ اور عمارؓ بن

یاسر بھی طلحہؓ وسعدؓ اور عبدالرحمان بن عوفؓ بھی الغرض یہ ستر صحابہ تھے۔جن کو سخت زخم پہنچے تھے۔انہوں نے رسول اللہؐ کی آواز پر لبیک کہا جس پر عرش کے خدا نے بھی ان کی تعریف کی اور فرمایا کہ وہ لوگ جنہوں نے زخمی ہونے کے باوجود رسول کی آواز پر لبیک کہا ان میں نیکی اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کے بہت بڑا اجر ہے۔(بخاری)[6]

غزوہ ذات الرقاع میں ایک جانی دشمن رسول اللہؐ کے تعاقب میں چلا آیا۔رسول اللہؐ اپنے اصحاب کے ساتھ دوپہر کو سایہ دار درختوں کے نیچے آرام فرمارہے تھے۔دریں اثنا اس شخص نے سوتے ہوئے،آپؐ کی تلوار سونت لی اور پوچھا،اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ رسول اللہؐ پر ذرا خوف نہیں۔انتہائی یقین اور خدا داد رعب سے فرمایا''میرا اللہ'' اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔(بخاری)[7]

یہی شان شجاعت غزوۂ حدیبیہ میں بھی نظر آئی جب رسول کریم ﷺ ہجرت کے چھٹے سال اپنے ایک رؤیا کی بنا پر چودہ سو صحابہ کو ہمراہ لے کر پرامن طور پر طواف بیت اللہ کا قصد لئے نکلے،مگر اہل مکہ نے حدیبیہ مقام پر روک لیا اور اس شرط پر مصالحت ہونے لگی کہ مسلمان اگلے سال آکر عمرہ کرلیں۔قصد بیت اللہ سے کسی کو روکنے کا یہ پہلا موقع تھا۔جو طواف بیت اللہ کے لئے بے چین مسلمانوں کے لئے ایک بھاری صدمہ سے کم نہیں تھا۔وہ چاہتے تو بزورشمشیر بھی

مکہ میں داخل ہوکر طواف کر سکتے تھے، مگر امن کے شہزادے کی موجودگی میں یہ ممکن نہ تھا، یہی وجہ تھی کہ جب رسول اللہؐ نے شرائط صلح حدیبیہ قبول فرماتے ہوئے مسلمانوں کو حدیبیہ میں ہی اپنے جانور قربان کر دینے کا ارشاد فرمایا۔ اس وقت آپؐ کے جاں نثاروں کو اس دکھ اور صدمہ کی حالت میں کچھ ہوش نہ رہا۔ ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ جیسے بزرگ صحابہ سمیت کسی کو بھی یہ جرأت اور حوصلہ نہ ہوا کہ آگے بڑھ کر اس حکم کی فوری تعمیل کرتے ہوئے اپنی قربانی ذبح کر دیں، وہ ساکت و جامد اور مبہوت کھڑے دیکھتے تھے۔ شاید وہ طواف بیت اللہ کی امید کی آخری کرن کے منتظر تھے۔

اس صدمہ کی حالت میں سب بہادروں کا ایک بہادر خدا کا یہ رسول اپنے ان صحابہ کے آگے بھی لڑ رہا تھا اور پیچھے بھی، دائیں بھی لڑ رہا تھا اور بائیں بھی۔ اس وقت آپؐ کو ہی یہ ہمت اور حوصلہ نصیب ہوا کہ اللہ کے حکم کے مطابق پہل کرتے ہوئے اپنی قربانی میدان حدیبیہ میں ذبح کر ڈالی۔ پھر کیا تھا آپ کے غلام دیوانہ وار اپنی قربانیوں کی طرف لپکے اور دھڑا دھڑ میدان حدیبیہ میں قربانیاں ذبح کرنے اور سر منڈوانے لگے۔ اس نظارے نے حدیبیہ کی سرزمین کو حرم بنا دیا۔ یوں رسول اللہؐ کے عالی حوصلہ نے اپنے ہر صحابہ کی ہمتیں جمع کر کے حوصلے بڑھا دیئے اور یہ آپ کی شان اول المسلمین ہے جو ہر اہم موڑ اور نازک مرحلے پر پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر اور روشن نظر آتی

ہے۔(بخاری) [8]

غزوۂ حنین کے موقع پر بنوھوازن نے اچانک حملہ کر دیا، جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کو پیچھے ھٹنا پڑا۔ صرف چند لوگ رسول اللہؐ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ رسول اللہؐ کے چچا ابوسفیان بن حارثؓ اور حضرت عباسؓ آپ کے ساتھ رہ گئے۔ عباسؓ کہتے ہیں کہ میں آپؐ کے خچر کی لگام پکڑ کر اسے دشمن کی طرف بڑھنے سے روک رہا تھا، مگر رسول خداؐ تھے کہ دشمن کی طرف آگے بڑھنے کیلئے بے تاب خچر کو مسلسل ایڑ لگا رہے تھے۔ دوسرے چچا ابوسفیان بن حارث نے آپ کی خچر کی رکاب پکڑ رکھی تھی۔

رسول اللہؐ نے فرمایا اے عباسؓ! انصار و مہاجرین کو بلاؤ، اور حدیبیہ میں موت پر بیعت کرنے والے ''اصحاب شجرہ'' کو بھی آواز دو۔ مسلمان اس آواز پر مردانہ وار لپک کر میدان میں واپس لوٹے۔ جن کی سواریاں بدکی ہوئیں تھیں، انہوں نے سواریوں سے چھلانگیں لگا دیں اور پیدل تلواریں لے کر میدان کی طرف بھاگے۔ ایسا بلا کا رن پڑا کہ رسول اللہؐ نے بھی فرمایا اب میدان جنگ خوب گرم ہوا ہے، اس وقت آپ نے کفار کی طرف کنکروں کی ایک مٹھی پھینکی اور فرمایا رب کعبہ کی قسم! اب دشمن پسپا ہو گئے۔ اور واقعی پھر دشمن کو پسپا ہوتے اور رسول اللہؐ کو ان کے تعاقب میں خچر دوڑاتے دیکھا گیا۔ (الوفاء) [9]

حوالہ جات

1 مجمع الزوائد جلد8ص269بیروت

2 بخاری کتاب التفسیر سورة العلق

3 بخاری کتاب اللباس فی العمائم و السیرة النبویه لابن هشام ج2ص31مطبوعه مصر

4 بخاری کتاب الایمان باب الجهاد من الایمان

5 بخاری کتاب الجهادباب الحمائل و تعلیق السیف بالعنق

6 بخاری کتاب المغازی باب الذین استجابوللّه و

عمدة القاری شرح بخاری جلد17ص162

7 بخاری کتاب المغازی باب غزوة ذات الرقاع

8 بخاری کتاب المغازی باب غزوة الحدیبیه

9 الوفاء باحوال المصطفیٰ ص722